REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

ربوہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۵۲

یوم - چہارشنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ | ۱۴ فتح ۱۳۳۴ھش - ۱۴ دسمبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۲۹۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۳ دسمبر- سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"خدا کے فضل سے طبیعت اچھی ہے" الحمدللہ

احباب حضور کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

— اخبار احمدیہ —

لاہور ۱۲ دسمبر- حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو گذشتہ تین چار دن اعصابی تکلیف زیادہ رہی۔ رات کو جھٹکے کے ساتھ آنکھ کھلتی اور نبض تیز ہو جاتی تھی۔ گردہ میں بھی تکلیف رہی۔ آج خدا کے فضل سے طبیعت بہتر ہے۔

سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو کل شام کافی گھبراہٹ رہی۔ اور رات بھی درد کی وجہ سے نیند کم آئی۔ آج نسبتاً سکون ہے۔ احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ؛

مکرم مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین

کل ۱۴ دسمبر کو ربوہ تشریف لا رہے ہیں

ربوہ ۱۳ دسمبر- معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کے مبلغ اسلام مکرم مولوی محمد شریف صاحب ۱۶ دسمبر کو نہیں بلکہ مورخہ ۱۴ دسمبر بروز بدھ شام کو جناب ایکسپریس کے ذریعہ ربوہ تشریف لا رہے ہیں۔

احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں سٹیشن پر پہنچکر اپنے مجاہد بھائی کا خیر مقدم کریں

مکرم مولوی رحمت علی صاحب

سابق مبلغ انڈونیشیا کی علالت

مکرم مولوی رحمت علی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا جو ان دنوں مشرقی بنگال متعین تھے شدید بیمار ہیں۔ اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب اپنے اس مجاہد بھائی کی صحت کاملہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں

ناظر رشد واصلاح

اردن کے معاہدہ بغداد میں شریک ہونے کے امکانات روشن ہوگئے

کابینہ کے ایک خاص اجلاس میں معاہدہ میں شمولیت کے فوجی اور اقتصادی اثرات پر غور کیا گیا

عمان ۱۳ دسمبر- معلوم ہوا ہے کہ اردن کے معاہدہ بغداد میں شریک ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ اور ان کی شمولیت سے معاہدہ بغداد کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوجائیگا اور دیگر عرب ممالک بھی اس معاہدہ کے زیادہ قریب آجائیں گے۔

ایک خبررساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے۔ کہ کل اردن کی کابینہ کا ایک خاص اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت خود شاہ اردن نے کی۔ اس اجلاس میں معاہدہ بغداد میں اردن کی شمولیت کے امکانات کا جائزہ لیا گیا۔ بالخصوص اس کے فوجی۔ سیاسی اور اقتصادی اثرات زیر بحث آئے ؛

بعدازاں وزیراعظم کی صدارت میں کابینہ کا ایک اور اجلاس ہوا جس میں اس سلسلے میں مزید غور کیا گیا۔

سوڈان کے گورنر جنرل نے

استعفیٰ دیدیا

لنڈن ۱۳ دسمبر- سوڈان کے گورنر جنرل نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اور برطانوی حکومت نے یہ استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اب سوڈان میں کوئی گورنر جنرل مقرر نہیں کرے گا۔

ادھر سوڈان کے حزب مخالف کے لیڈر نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ گورنر جنرل کی جگہ تین سوڈانیوں پر مشتمل کونسل آف سٹیٹ مقرر کر دی جائے ؛

اٹلی کے وزیر خارجہ کی متوقع آمد

لاہور ۱۳ دسمبر اٹلی کے وزیر خارجہ مسٹر گیٹینو مارٹینو ۲۵ دسمبر کو مغربی پاکستان کے دارالحکومت میں پہنچ رہے ہیں۔ جہاں سے وہ ۳ جنوری کو دہلی روانہ ہو جائیں گے ؛

محترم مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ کی وفات پر تعزیت کی قراردادیں

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور

لاہور (بذریعہ تار) احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج کا اظہار کرتی ہے۔ صلاح الدین پریذیڈنٹ

جماعت احمدیہ مشرقی بنگال

ڈھاکہ ۹ دسمبر (بذریعہ تار) جماعت ہائے مشرقی پاکستان حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ کی وفات حسرت آیات پر نہایت گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہیں۔ اور پسماندگان سے دلی ہمدردی ظاہر کرتی ہیں ؛

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ جناب مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سابق امام مسجد لنڈن کی اس اچانک وفات کو ان کی ربع صدی کی بے لوث دینی اور سیاسی خدمات کے پیش نظر ایک قومی نقصان تصور کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہے کہ وہ انہیں اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ عبدالرحمٰن صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا یہ اجلاس حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ناظر امور خارجہ سلسلہ عالیہ احمدیہ وسابق امام مسجد لنڈن کی ناگہانی وفات پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کے اعزہ و اقربا سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

جملہ اساتذہ وطلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے کی اچانک وفات پر سخت صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ محترم درد صاحب نے اہم جماعتی قومی و ملی خدمات سرانجام دیں۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کو اپنے جوار رحمت میں قرب کا نہایت اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی

آہ! درد صاحب بھی چل بسے

ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

جیسا کہ احباب جماعت کو ربوہ کی تار اور الفضل کی رپورٹ سے معلوم ہو چکا ہے۔ محترمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء بروز بدھ ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ وفات حرکتِ قلب کے بند ہو جانے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ اور درد صاحب دو گھنٹہ کی مختصر علالت کے بعد اپنے اور ہم سب کے آقا و مولا و مالک کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وکل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

محترمی درد صاحب ایک نہایت مخلص خاندان کے مخلص فرد تھے۔ ان کے والد صاحب مرحوم ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانوی قدیم اور مخلص صحابہ میں سے تھے اور ان کے پھوپھا حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کو تو جماعت کا ہر فرد جانتا ہے۔ منشی محمد عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں نہایت درجہ محبت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور ان کے اخلاص اور تقویٰ شعاری کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا وہ قمیص عنایت فرمایا۔ جس پر خدائی روشنائی کے چھینٹے پڑے تھے۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق حضرت منشی صاحب مرحوم کے ساتھ ہی مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن کر دیا گیا۔ بلکہ جیسا کہ میری تصنیف سیرۃ المہدی میں مذکور ہے۔ درد صاحب مرحوم کی پھوپھی مرحومہ کی شادی بھی حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر ہی ہوئی تھی۔ اس طرح درد صاحب ایک ایسے مبارک خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتا ہے۔ درد صاحب خود بھی صحابی تھے۔ اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بعض باتیں بھی یاد تھیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر سیرت المہدی میں آ چکا ہے۔

مگر درد صاحب کی ذاتی خدمات کا سلسلہ خلافت ثانیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ درد صاحب اور میں نے ایم اے کا امتحان اکٹھا پاس کیا تھا۔ جس کے بعد وہ کچھ عرصہ ضلع ہوشیارپور کے ایک ہائی سکول میں ملازم رہے۔ مگر بہت جلد ہی وہاں سے فراغت حاصل کر کے سلسلہ حقہ کی خدمت میں آ گئے۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۰-۲۱ء میں نظارتیں قائم کیں۔ تو ابتدائی ناظروں میں سے درد صاحب بھی ایک صیغہ کے ناظر مقرر ہوئے اور اس وقت سے لیکر آج تک جو پینتیس سال کا عرصہ بنتا ہے۔ درد صاحب نے اس وفاداری اور جاں نثاری کے ساتھ اس خدمت کو نبھایا۔ جو انہی کا حصہ تھی۔ کبھی اپنی تنخواہ میں ترقی کا مطالبہ نہیں کیا۔ کبھی کوئی حق نہیں مانگا۔ بلکہ جو کچھ بھی سلسلہ کی طرف سے ملا اسے کامل رضا اور پورے صبر و شکر کے ساتھ قبول کیا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ جب ہم شروع میں خدا کے ساتھ عہد باندھ کر سلسلہ کی خدمت میں آئے۔ تو میری ہی تجویز پر ہم دونوں نے یہ عہد کیا تھا، کہ خدا کی توفیق سے ہم ہمیشہ سلسلہ کی خدمت میں زندگی گذاریں گے۔ اور کبھی کسی معاوضہ یا ترقی یا حق کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ اور میرے لئے انتہائی خوشی اور درد صاحب کے خاندان کے لئے انتہائی فخر کا مقام ہے۔ کہ درد صاحب نے اس عہد کو کامل وفاداری سے نبھایا۔ اور منھم من قضا نحبہ کے مقام پر فائز ہو گئے۔ اور میرا انجام خدا کو معلوم ہے۔ گو میں بھی اپنی کمزوریوں کے باوجود خدا کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ درد صاحب کا خاص وصف یہ تھا، جس میں مجھے بھی اکثر اوقات ان پر رشک آتا تھا۔ کہ اگر کبھی حضرت صاحب کی طرف سے یا انجمن وغیرہ کی طرف سے ان کی کسی بات پر گرفت ہوتی تھی (اور گرفت سے کون انسان بالا ہے) تو وہ اسے انتہائی صبر اور ضبط کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ اور اپنی بریت کا معاملہ بھی صرف خدا پر چھوڑتے تھے۔

غالباً ۱۹۲۴ء میں درد صاحب کو لنڈن مشن میں پہلی دفعہ مبلغ بنا کر بھجوایا گیا۔ جہاں انہوں نے ۱۹۲۸ء تک کام کیا۔ اور اسی زمانہ میں لنڈن مسجد کی بنیاد رکھی گئی، اور اسی زمانہ میں وہ تعمیر ہوئی، اس کے بعد وہ دوبارہ ۱۹۳۳ء میں لنڈن گئے۔ اور ۱۹۳۸ء میں واپس آئے، یہ وہی زمانہ ہے، جس میں ہمارے خاندان کے چار بچوں نے ولایت میں تعلیم پائی۔ اور درد صاحب کمال محبت سے ان کی سرپرستی فرماتے رہے، اس کے بعد درد صاحب نے ولایت سے واپس آکر اکثر زمانہ نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت دعوت و تبلیغ میں گذارا۔ مگر ان کا خاص کام نظارت امور خارجہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں وہ غیر معمولی طور پر کامیاب رہے۔ درد صاحب کو حکومت کے افسروں اور غیر از جماعت اصحاب کے ساتھ ملنے کا خاص ڈھنگ آتا تھا۔ اور وہ ان ملاقاتوں میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہتے تھے۔ مزاج کی سادگی اور کچھ مالی تنگی کی وجہ سے ان کا لباس بہت ہی سادہ بلکہ بعض اوقات درویشانہ رنگ کا ہوتا تھا۔ مگر لوگوں سے اس قابلیت اور وقار کے ساتھ ملتے تھے۔ کہ وہ بہت جلد ان کے زیر اثر آجاتے تھے۔ اور درد صاحب اکثر اپنی بات منوا کر ہی اٹھتے تھے۔ بظاہر حالات مجھے امید نہیں کہ جماعت کو قریب کے زمانہ میں درد صاحب جیسا کامیاب ناظر امور خارجہ میسر آئے۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

کچھ عرصہ درد صاحب نے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے بورڈ میں بھی کام کیا۔ جس میں حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم اور ملک غلام فرید صاحب ایم اے اور چوہدری ابوالہاشم خاں صاحب مرحوم اور یہ خاکسار کام کرتے تھے۔ اور درد صاحب کی قابلیت بورڈ کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوتی تھی۔

جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے۔ میرے ساتھ ذاتی تعلقات درد صاحب کے ۱۹۱۶ء میں یعنی آج سے چالیس سال قبل شروع ہوئے۔ اور ہم نے نہایت درجہ محبت اور اخلاص کے ساتھ یہ زمانہ گذارا۔ اور نظارتوں میں آنے کے بعد تو ہم گویا مسلسل رفیق کار ہی رہے۔ درد صاحب اکثر میری رائے پر اعتماد کرتے تھے۔ اور مجھے بھی اکثر ان کے مشورہ پر اعتماد ہوتا تھا۔ اور گو بعض اوقات ہماری رائے میں اختلاف بھی ہو جاتا تھا۔ (واختلاف امتی رحمۃ) مگر درد صاحب کی محبت کا یہ انداز تھا، کہ وہ اکثر میری رائے پر اعتماد کر کے اپنی رائے ترک کر دیتے تھے۔ گو بعض اوقات مجھے بعد میں محسوس ہوتا تھا۔ کہ حالات کے لحاظ سے درد صاحب کی رائے ہی زیادہ مناسب تھی۔ مجھے وہ آخری دفعہ چند دن ہوئے۔ لاہور میں عزیز مظفر احمد کے مکان پر آکر ملے۔ دراصل وہ میری اور ام مظفر احمد کی عیادت کے لئے وہاں آئے تھے، اور اس سے قبل بھی کئی دفعہ آ چکے تھے، لیکن اس دفعہ ایسا خدائی تصرف ہوا۔ کہ جب میں انہیں رخصت کرنے کے لئے مکان سے باہر گیا۔ تو انہیں رخصت کرتے ہوئے ان سے غیر معمولی طور پر بغلگیر ہو کر ملا۔ غالباً اس میں تقدیر کا یہ اشارہ تھا۔ کہ اب یہ تم دونوں کی آخری ملاقات ہے۔ میرے علاوہ درد صاحب کے زیادہ تعلقات عزیزم مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ اور عزیزم میاں ناصر احمد صاحب اور عزیزم مرزا ظفر احمد اور عزیزم مرزا مظفر احمد اور مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور مکرمی چوہدری فتح محمد صاحب سیال (جن کے ساتھ بعد میں ان کا رشتہ بھی ہو گیا) اور مکرمی شیخ بشیر احمد صاحب اور مکرمی چوہدری اسد اللہ خاں صاحب اور مکرمی راجہ علی محمد صاحب کے ساتھ تھے۔ مگر حقیقۃً ان کا حلقہ ملاقات بہت وسیع تھا۔ اور بہت سے غیر از جماعت معزز اصحاب ان کے دوستوں میں شامل تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تو درد صاحب کو خاص محبت اور عقیدت تھی۔ اور ان کے دل میں حضور کا خاص اکرام تھا، اور حضور کو بھی ان پر بہت اعتماد تھا۔ جب ہوشیارپور مصلح موعود والا جلسہ فروری ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ تو اس میں اور بعض بعد کے جلسوں میں بھی درد صاحب نے ہی مصلح موعود والی پیشگوئی حاضرین کو سنائی تھی۔ اس موقعہ پر درد صاحب کو اس وجہ سے چنا گیا تھا۔ کہ ان کے پھوپھا صاحب یعنی حضرت منشی عبداللہ صاحب مرحوم ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھے جب حضور نے ہوشیارپور میں چلہ کشی کی۔ اور انہی ایام میں مصلح موعود والے الہامات ہوئے

درد صاحب کی وفات کے ساتھ من جملہ دیگر تلخ احساسات کے یہ تلخ حقیقت بھی شامل ہے۔ کہ اس سال ہمارے بہت سے قدیم بزرگ اور دوستوں نے وفات پائی ہے۔ چنانچہ اولاً حضرت اماں جی یعنی اہلیہ محترمہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب افسر لنگرخانہ و سابق مبلغ افریقہ اور مکرم مولوی عبدالمغنی خاں صاحب سابق ناظر دعوت و تبلیغ اور مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب سابق مبلغ امریکہ۔ اور مکرمی مولوی نذیر احمد صاحب علی مبلغ مغربی افریقہ کی وفات بھی اسی سال کے دوران میں ہوئی ہے۔ گویا یہ ہمارا عام الحزن ہے۔ گو اس سے پہلے بھی حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کی وفات والے انتہائی تلخ سال کے علاوہ ہجرت والے سال یعنی ۱۹۴۷ء میں بھی ایک تلخ عام الحزن گذر چکا ہے۔ جبکہ ہجرت والے سال یعنی ۱۹۴۷ء میں حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب مبلغ مارشس اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ایک ہی سال کے اندر اندر انتقال کیا۔ مگر آخر کے بات وہیں آ جاتی ہے۔ کہ دنیا فانی ہے۔ اور ہر انسان نے آگے پیچھے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام ؏

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مگر درد صاحب کی اچانک وفات کے ساتھ سب سے زیادہ فکر والا جذبہ جو میرے دل میں پیدا ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ سلسلہ کے پرانے اور تجربہ کار کارکن جن میں سے بعض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے اور بعض نے

(باقی صفحہ ۸ پر)

خطبہ جمعہ

مرکزِ سلسلہ ربوہ کو باہمی تعاون کے ساتھ صاف ستھرا اور خوبصورت شہر بنانے کی کوشش کرو

مرزا مبشر احمد صاحب کے متعلق گزشتہ فیصلہ کے ایک حصّہ کو منسوخ کرنیکا اعلان

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲؍ دسمبر ۱۹۵۵ء - بمقام ربوہ

خطبہ نویس - مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

نوٹ:۔ یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس پر نظر ثانی نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
آج میں دو امور کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک امر تو وہ ہے۔ جس نے مجھے یورپ کے سفر میں متاثر کیا اور وہ تھی

وہاں کی صفائی

وہاں صفائی کا ایسا اچھا انتظام تھا۔ کہ خواہ تمام شہر میں پھر جائیں کہیں گند نظر نہیں آتا۔ ایک دن میں طبی معائنہ کی غرض سے گھر سے نکلا۔ جب میں موٹر پر سوار ہو کر شہر کی گلیوں میں سے گزرا۔ تو میں نے دیکھا کہ ہر گھر کے سامنے ایلومینیم کے بنے ہوئے گول گول ڈرم پڑے ہوئے ہیں جن کے اوپر کنڈے لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا۔ کہ یہاں اس قسم کے ڈرم کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ سارے گھر کی صفائی کر کے کوڑا کرکٹ اس ڈرم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ہفتہ کے بعد مقررہ تاریخ پر میونسپل کمیٹی کا ٹرک آتا ہے۔ اور کمیٹی کے ملازم اس ڈرم کو اٹھا کر گند ٹرک میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اسے وہ دوبارہ صاف کر کے گھر کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اور گھر والے اسے اٹھا کر اندر لے جاتے ہیں۔ میں نے اس وقت مرزا منور احمد کو اس طرف توجہ دلائی کہ تم

ربوہ کی میونسپل کمیٹی کے سیکرٹری

ہو تمہیں بھی وہاں ایسا ہی انتظام کرنا چاہیئے اور اس پر کوئی خرچ بھی نہیں آتا۔ آسودہ حال لوگ اس قسم کے ڈرم خرید کر گھروں میں رکھ سکتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جو فی الواقعہ مدد کے محتاج ہوں۔ ان کو سلسلہ کی طرف سے ڈرم خرید کر دیئے جا سکتے ہیں۔ اور اس سے کسی حد تک مالی بوجھ تو پڑیگا۔ مگر اس طرح سارے شہر سے گند مٹ جائیگا۔ گول ڈرم جو میں نے وہاں دیکھے۔ حجم میں فینائل کے ڈرم کے برابر یا اس سے کچھ بڑے تھے۔ ایلومینیم کے بنے ہوئے تھے منہ ان کا کھلا تھا۔ اور ان پر ایک کنڈا لگا ہوا تھا۔ تاکہ انہیں اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھا جا سکے۔ اس قسم کا

ایک ڈرم

ہر گھر میں پڑا رہتا ہے اور گھر والے تمام گند ردی چیزیں اور پھلوں اور ترکاری وغیرہ کے چھلکے اس کے اندر ڈالتے رہتے ہیں۔ ان کے ہاں پاخانہ تو ہوتا نہیں۔ ہر گھر میں فلش سسٹم ہے۔ یعنے کموڈ میں پاخانہ کیا۔ اور اوپر سے زنجیر دبادی اور پانی اسے بہا کر لے گیا۔ لیکن دوسرا گند اور کوڑا کرکٹ تو ہوتا ہے۔ اسے اس ڈرم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور مقررہ دن پر گھر والے اسے باہر رکھ دیتے ہیں۔ میونسپل کمیٹی کا ٹرک آتا ہے۔ ملازم اسے اٹھا کر ٹرک میں خالی کر دیتے ہیں۔ اور اسے دوبارہ صاف کر کے گھر کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ گھر والے اسے اٹھا کر اندر لے جاتے ہیں۔ اس طرح باہر گند پھینکنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ میں نے مرزا منور احمد سے کہا تھا کہ تم بھی

ربوہ میں اس قسم کا انتظام

کرو ہم بھی تمہاری مدد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور میں جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلاؤنگا۔ آج چونکہ جمعہ کا دن ہے۔ اور ہر دو صورت سب جمعہ کے لئے مسجد میں آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ شہر کی گندگی کا اثر باہر والوں پر بہت برا پڑتا ہے۔

یورپ کے شہروں میں صفائی

کا ایسا اچھا انتظام ہے۔ کہ تم سارا شہر پھر جاؤ کہیں گند پڑا ہوا نظر نہیں آئیگا۔ زیورک چار پانچ لاکھ کی آبادی کا شہر ہے اور کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس شہر کے اندر تم موٹروں پر میلوں میل پھر جاؤ تمہیں کہیں کاغذ کا پرزہ تک بھی پڑا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ وہاں کوئی شخص ردی کاغذ کے پرزے باہر پھینکنے کی جرأت نہیں کرتا۔ جب کسی نے کوئی کاغذ پھاڑنا ہو۔ وہ گھر میں آئے گا۔ کاغذ پھاڑے گا۔ اور اس کے پرزے اس ڈرم میں ڈال دیگا۔ جو اس غرض کے لئے گھر میں رکھا ہوا ہوتا ہے۔

میونسپل کمیٹی کا ٹرک باری پر ہفتہ اتوار کو

یا کسی اور دن جو پہلے سے مقرر ہو گا اس گھر کے سامنے آئے گا۔ اس دن وہ ڈرم گھر سے باہر رکھ دیا جائے گا۔ کمیٹی کے ملازم گند ٹرک میں ڈال دیں گے۔ اور اس ڈرم کو دوبارہ صاف کر کے گھر کے سامنے رکھ دیں گے۔ اور گھر والے اسے اٹھا کر اندر لے جائیں گے ہماری بھی یہاں

کئی قسم کی تنظیمیں ہیں

ایک تو میونسپل کمیٹی ہے۔ جس کے ممبروں کو ہم نے ہی مقرر کیا ہے۔ یورپ میں یہ اصول ہے کہ جو شخص کسی قوم کا نمائندہ ہو۔ وہ اپنی قوم کی رائے پر چلتا ہے۔ اور اسی کی خدمت کرتا ہے۔ میونسپل کمیٹی ربوہ کے ممبروں کا بھی فرض ہے کہ جن لوگوں نے انہیں مقرر کیا ہے (اور صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے انہیں مقرر کیا ہے۔ خلیفۂ وقت ان کا لیڈر ہے) وہ ان کی آراء کو قیمت دیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔ بلکہ یہ ان کا دوہرا فرض ہے کہ وہ

شہر کی صفائی کروائیں

گورنمنٹ کا بھی ان سے یہی تقاضہ ہے اور ہم بھی ان کو اسی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ پس پہلے تو میں میونسپل کمیٹی ربوہ سے کہونگا۔ کہ وہ ربوہ میں صفائی کا مناسب انتظام کرے اور ہر گھر کے لئے یہ لازمی قرار دے کہ وہاں یورپین شہروں کی طرح ایک ڈرم رکھا جائے۔ اگر ان ڈرموں کا اکٹھا آرڈر دے دیا جائے۔ تو یہ سستی قیمت پر مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر یہ ڈرم تین چار روپے میں آ جائے۔ تو آسودہ حال لوگوں سے یہ رقم لیکر انہیں ڈرم مہیا کر دیا جائے۔ اور جو غریب ہیں۔ ان کے لئے صدر انجمن احمدیہ اور محلہ والوں کو تحریک کی جائے کہ انہیں ڈرم خرید کر دے دیں۔ اس طرح گھروں سے بندھا بندھایا گند باہر آئے گا۔ اور اسے کمیٹی والے شہر سے باہر لے جائیں گے۔ اور گلیوں اور کوچوں میں گند نہیں پڑے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ کوئی کتا گندگی میں پڑی ہوئی چیز پر منہ مار کر اسے کھینچے لئے جا رہا ہو۔ یا بکری اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکریں مار کر گند پھیلا رہا ہو اور کہیں کوئی غلیظ انسان اسے ٹھوکریں لگا کر ادھر ادھر بکھیر رہا ہو

پھر لوکل کمیٹی ہے وہ بھی ایک قسم کی میونسپل کمیٹی ہے۔ اس کا بھی فرض ہے کہ وہ لوگوں کو صفائی کے برقرار رکھنے کی تحریک کرے اسی طرح لجنہ اماء اللہ کا کام ہے کہ وہ مستورات کو سکھائے کہ کس طرح صفائی رکھی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس بات کی نگرانی کرے کہ ان کی اس نصیحت پر عمل بھی ہو رہا ہے یا نہیں

میں جب انگلستان سے واپس آیا

تو خلیل احمد ناصر مبلغ امریکہ بھی میرے ساتھ آئے انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ یو۔ این او کا ایک نمائندہ پاکستان آیا اور وہ ربوہ میں بھی آیا تھا۔ واپسی پر وہ مجھے ملا۔ اور اس نے بیان کیا کہ میں ربوہ بھی گیا تھا۔ میں تمہاری آرگنائزیشن کی بہت تعریف کرتا ہوں۔ تم نے بہت جلد ایک شہر آباد کر لیا ہے لیکن ساتھ ہی اس نے کہا کہ تمہارا شہر افسردہ سا نظر آتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس سے اس کا کیا مطلب تھا تو انہوں نے بتایا کہ اس سے

اس کا یہ مطلب تھا

کہ وہاں صفائی کا کوئی انتظام نہیں تھا اسی طرح وہاں نہ پھول تھے اور نہ درخت تھے اس لئے شہر مردہ سا نظر آتا تھا۔ ہمارا پہلے یہ خیال تھا کہ یہاں ترکاریاں اور باغ نہیں لگائے جا سکتے۔ لیکن اب تجربہ نے بتایا ہے کہ یہاں اس قسم کی چیزیں کاشت کی جا سکتی ہیں۔ کل ہی ایک شخص نے میرے پاس ایک خربوزہ بھیجا اس نے اسے بویا نہیں تھا۔ بلکہ وہ آپ ہی زمین سے نکل آیا تھا۔ اسے پتہ نہیں تھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ اس نے وہ میرے پاس بھیج دیا اور کہا۔ مجھے پتہ نہیں یہ کیا پھل ہے۔ یہ آپ ہی نکل آیا ہے۔ میں نے اسے بویا نہیں تھا۔ لیکن ہے بہت میٹھا۔ میں نے دیکھا تو وہ خربوزہ ہی تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی نے خربوزہ کھا کر بیج وہاں پھینک دیئے اور خربوزہ کی بیل اگ آئی۔ پس اب یہاں

درخت اور سبزیاں

اگ آتی ہیں۔ لیکن اگتی محنت سے ہی ہیں اسلئے ربوہ کے جن حصوں میں اچھا پانی نکلا ہے۔ وہاں درخت اور پودے بھی لگائے جا سکتے ہیں۔ قادیان میں قریباً ہر گھر میں باغ تھا۔ یہاں بھی دوستوں کو درخت لگانے کی

کوشش کرنی چاہیئے

یہاں لوگوں نے قریباً ہر گھر میں نلکے لگوا لئے ہیں۔ اس لئے ایسا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ میونسپل کمیٹی کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی ٹیوب ویل لگا کر پائپ کے ذریعہ گھروں میں پانی پہنچائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت مل ملنے مشکل ہیں۔ لیکن اگر

میونسپل کمیٹی ٹیوب ویل لگائے۔ تو چونکہ گورنمنٹ میونسپل کمیٹیوں سے خاص رعایت کرتی ہے اسلئے گورنمنٹ اسے کنٹرول نرخ پر مل مہیا کر دے گی۔ اگر کمیٹی اچھے پانی پر ٹیوب ویل لگا کر پانی شہر میں پہنچا دے۔ تو اس سے میونسپل کمیٹی کی آمد بھی بڑھے گی اور اس سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ربوہ والے آسانی کے ساتھ

سڑکوں کے کناروں پر درخت

لگا سکیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سڑکوں پر لگائے ہوئے درخت گورنمنٹ کی ملکیت ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کس قدر حماقت کی بات ہے کہ انسان یہ کہے کہ ہماری صحت بے شک اچھی نہ ہو۔ لیکن سڑکوں کے کناروں پر لگے ہوئے درخت گورنمنٹ کو نہ ملیں۔ حالانکہ ہمارے مدنظر یہ ہونا چاہیئے کہ گورنمنٹ کو اگر سو درخت بھی ملتے ہیں تو بے شک مل جائیں۔ اس سے ہماری حکومت کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ اور ہماری صحت بھی اچھی ہو جائے گی

اسی طرح اگر ٹیوب ویل لگ جائے تو

سڑکوں پر چھڑکاؤ

کا بھی اچھا انتظام ہو جائے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ طوفان تو اور جگہوں پر آتے ہیں لیکن بیمار ربوہ والے ہوتے ہیں جس کسی سے پوچھو۔ وہ یہی کہتا ہے کہ ہمارے گھر میں فلاں کو تیز بخار ہے۔ اور پھر یہ بخار مہینہ مہینہ تک چلا جاتا ہے اسی طرح نزلہ اور زکام بھی وبائی رنگ میں پھیلا ہوا ہے اس کی وجہ محض گرد و غبار ہے۔ جو یہاں ہر وقت اڑتا رہتا ہے۔ اگر ٹیوب ویل لگ جائے تو بڑی آسانی کے ساتھ سڑکوں پر چھڑکاؤ ہو سکے گا۔ اور اس طرح گرد و غبار ایک حد تک دب جائے گا۔

پھر

ہمارا کالج ہے

وہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ مگر مرزا ناصر احمد نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے کالج کی سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے رولر منگوائے ہیں۔ پانی ڈال کر انہیں پھیر دینے سے سڑکیں پختہ ہو جاتی ہیں۔ میونسپل کمیٹی ربوہ بھی اگر ہمت کرے تو وہ اس رولر سے تگنا یا چار گنا بوجھل رولر منگوا سکتی ہے۔ کالج کا رولر اگر چار من کا ہے تو میونسپل کمیٹی ۱۷-۱۸ من کا منگوا لے۔ اگر اسے دو بیل آسانی کے ساتھ نہ کھینچ سکیں تو چار بیل لگ جائیں۔ اول تو

دو اچھے بیل چار بیلوں کا کام کر سکتے ہیں اور پھر رولر چونکہ گول ہوتا ہے۔ اسلئے اسے آسانی کے ساتھ کھینچا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر دو بیلوں سے کام نہ چلے تو چار بیل بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ بہرحال سڑکوں پر پانی ڈال کر رولر پھیر دیا جائے۔ تو وہ پکی ہو جائیں گی۔ اور گرد و غبار نہیں اڑے گا

اس وقت

جو گرد و غبار اڑتا ہے

اس کی وجہ سے کتنا خرچ آتا ہے۔ ہر شخص جو اس گرد و غبار کی وجہ سے بیمار ہوتا ہے۔ وہ اپنے علاج پر کچھ نہ کچھ ضرور خرچ کرتا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص بیمار ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ سے کام کی رفتار میں بھی کمی آتی ہے یورپ والے تو اس بات کا بھی حساب رکھتے ہیں کہ فلاں شخص کے بیمار ہونے سے ہمارے کام کا اس قدر نقصان ہوا ہے اس طرح ان کے کام کی رفتار درست رہتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ

آدھا حصہ آبادی کا

بیمار رہا ہے۔ اسلئے ملک کی آمد کا دسواں یا بارھواں حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ پس یہاں کی میونسپل کمیٹی کو چاہیئے کہ وہ پانی کا انتظام کرے اور پھر اسے رولر کا بھی انتظام کرنا چاہیئے تا سڑکوں کو پختہ بنایا جا سکے۔ محلوں کی کمیٹیوں کو چاہیئے کہ وہ کمیٹی سے تعلق رکھنے والے امور کے متعلق ریزولیوشن پاس کر کر کے اسے بھجوائیں کیونکہ میونسپل کمیٹی ان کی نمائندہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ گورنمنٹ کا ادارہ ہے۔ لیکن گورنمنٹ نے آپ ہی اسے پبلک کے ماتحت رکھا ہوا ہے۔ تبھی تو اس کے لئے پبلک اپنے نمائندے مقرر کرتی ہے پس تم ریزولیوشن پاس کر کے میونسپل کمیٹی کو بھجواؤ۔ اور اس سے کہو کہ وہ ان امور کی طرف توجہ کرے پبلک کی خدمت کرنا اس کا فرض ہے اس لئے اسے اپنے اس فرض کو پورا کرنا چاہیئے۔ میں نے میونسپل کمیٹی والوں کو صفائی کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے ایک شکوہ کیا جو نہایت افسوسناک ہے اور وہ یہ کہ یہاں کے ۸۰ فیصدی لوگ

ٹیکس سے بچنے کی کوشش

کرتے ہیں حالانکہ اگر میونسپل کمیٹی کی آمد ہی نہایت قلیل ہو۔ تو وہ پبلک کی کیا خدمت کرے گی ہمیں تو یہ کوشش کرنی چاہیئے تھی کہ اگر کوئی شخص ایک روپیہ ٹیکس دیتا ہے۔ تو وہ ایک روپیہ ایک آنہ ٹیکس دے۔ کیونکہ اگر ان کے پاس روپیہ کافی

جمع ہو جائے۔ تو اس کا فائدہ ہمیں ہی پہنچے گا کیونکہ وہ روپیہ ہماری صحت اور تعلیم وغیرہ پر خرچ ہوگا۔ مثلاً اب جتنا روپیہ بھی میونسپل کمیٹی وصول کرتی ہے۔ وہ عملہ پر خرچ ہو جاتا ہے فرض کرو موجودہ آمد سے سوائی رقم اسے وصول ہو۔ تو جو زائد چونی آئے گی۔ وہ عملہ پر خرچ نہیں ہوگی۔ کیونکہ عملہ کا خرچ تو چل رہا ہے وہ چونی پبلک کے فائدہ کے لئے خرچ ہوگی پس میونسپل کمیٹی کا ٹیکس ادا نہ کرنا

بڑے جرم کی بات ہے

اس سے دوستوں کو احتراز کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ آپ ایسا کرنے سے دوستوں کو ہمیشہ منع فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ کے پاس ایک مخلص احمدی آیا۔ کسی نے اس کے متعلق بتایا کہ یہ دوست بہت غریب ہیں۔ لیکن حضور سے انہیں بہت محبت ہے جب آپ کا چہرہ مبارک دیکھے کچھ عرصہ ہو گیا۔ تو یہ بے چین ہو گئے۔ اور گجرات سے پیدل چل کر لاہور یا امرتسر آ گئے۔ اور وہاں سے بغیر ٹکٹ خریدے ریل پر بیٹھ گئے اور یہاں آ گئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے جب یہ بات سنی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ریل کا کرایہ کس قدر تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک روپیہ۔ اس پر آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ آپ نقدی رومال میں باندھ کر جیب میں رکھا کرتے تھے۔ آپ نے اس میں سے ایک روپیہ نکال کر اسے دیا اور فرمایا۔ یہ روپیہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ واپس جاتے ہوئے آپ ریل میں ٹکٹ لے کر بیٹھیں اور یاد رکھیں کہ جس طرح پبلک کو لوٹنا گناہ ہے۔ ویسے ہی ریلوے کے محکمہ کو لوٹنا بھی گناہ ہے۔ آخر ریل والوں نے ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ انہیں تنخواہیں دیتے ہیں۔ پھر گاڑیوں کی مرمت بھی کرتے ہیں۔ اگر لوگ کرایہ ادا نہ کریں گے۔ تو وہ خرچ کہاں سے کریں گے۔ اسی طرح

میونسپل کمیٹی کے حقوق

مارنا بھی خود اپنے آپ کو مارنا ہے۔ تم خیال تو کرو کہ اگر تمہیں نزلہ زکام یا بخار ہو جاتا ہے۔ تو اس سے میونسپل کمیٹی کو کیا نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً تمہارے بچہ کو نزلہ ہوا تو تم بازار میں گئے۔ اور آٹھ آنے کے جوشاندے خرید لائے۔

ہسپتال سے

دوائی کی خوراک لے آئے۔ اور اگر اس پر اعتبار نہ آیا۔ تو کسی

کمپونڈر کو گھر بلا لائے۔ اور اسی کو دو روپے فیس دے دی۔ اور دو روپے کی دوائی لے آئے۔ میونسپل کمیٹی کو تو شاید تمہیں ایک ہی روپیہ دینا پڑتا۔ لیکن اس طرح تمہیں کئی روپے دینے پڑے۔ پس میونسپل کمیٹی کے حقوق مارنے سے خود اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔

میں اس خطبہ کے ذریعہ میونسپل کمیٹی ربوہ سے بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ شہر کی

صفائی کا انتظام

کرے۔ اور گھروں میں پانی مہیا کرے۔ تا درخت وغیرہ لگائے جاسکیں۔ اور سڑکوں کو روڑ کے ذریعہ پختہ بنائے۔ اور پبلک سے میں کہتا ہوں۔ کہ وہ میونسپل کمیٹی کے ٹیکس پورے ادا کرے۔ یہ ٹیکس انہیں مہنگے نہیں پڑیں گے۔ بلکہ سستے پڑیں گے۔ کیونکہ ان کا فائدہ کسی دوسری شکل میں لوٹ کر ان کے پاس آئے گا۔ ان کا فائدہ لوٹ کر آئے گا۔ تمہاری صحت کی شکل میں۔ ان کا فائدہ لوٹ کر آئے گا تمہارے بیوی بچوں کی صحت کی شکل میں۔ ان کا فائدہ لوٹ کر آئے گا شہر کی خوبصورتی کی شکل میں۔ پھر یہ نہیں ہوگا۔ کہ باہر سے آنے والے اس بات کی تو تعریف کریں۔ کہ احمدیوں کی تنظیم بہت اچھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہیں کہ ان کا

شہر مردہ نظر آتا تھا

وہاں کوئی صفائی نہیں تھی۔ اس کی حالت مقبروں کی سی تھی۔ ہم تو وصیت والے مقبرہ کی صفائی کرتے ہیں لیکن عام قبرستانوں کی صفائی کا کون انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح اگر یہاں گند ہو۔ تو باہر سے آنے والے کہیں گے۔ کہ یہاں کے رہنے والے مُردہ ہیں۔ ان کی حالت قبرستان میں مدفون مُردوں کی سی ہے۔ جس طرح انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اسی طرح انہیں بھی معلوم نہیں کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ جس طرح مقبرے گندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کا شہر بھی گندہ ہے۔ یہ باتیں ہیں تو معمولی لیکن

ان کے نتائج

بہت بُرے نکلتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صفائی کا کس قدر خیال تھا۔ آپ نے ایسے شخص کے لئے بڑی وعید فرمائی ہے۔ جو سڑک پر پاخانہ پھرتا ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ اگر کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب کر دیتا ہے۔ تو وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ جو شخص رستہ میں پڑی ہوئی کوئی ایذا دینے والی چیز دُور کر دیتا ہے۔ اسے ثواب ملے گا۔ مثلاً رستہ میں کانٹے پڑے ہوں۔ پتھر پڑے ہوں۔ یا کسی نے اوجھڑی

یا انتڑیاں رستہ میں پھینک دی ہوں۔ تو اگر انہیں کوئی شخص رستہ سے ہٹا دیتا ہے۔ تو اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت اجر ملے گا۔ اس طرح آپ نے ان کاموں کی جو آئندہ میونسپل کمیٹیوں نے کرنے تھے۔ بنیاد رکھ دی۔ اور لوگوں کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کر دیا۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم

میونسپل کمیٹی کی مدد کریں

اور اس کی آمد بڑھانے کی کوشش کریں۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ کمیٹی کی آمد تین چار لاکھ روپیہ سالانہ ہو جائے۔ تا وہ سڑکیں بنائے۔ اور لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ سہولت سے جاسکیں۔ اور اسی طرح دوسرے مفاد عامہ کے کام سرانجام دے۔ مثلاً ابھی ہسپتال بننا ہے۔ ہسپتال لوگوں کے لئے بننا ہے۔ لیکن روپیہ سلسلہ خرچ کر رہا ہے۔ اگر میونسپل کمیٹی کے ٹیکس ادا ہوں۔ اور وہ شہر کے بنانے میں حصہ لے۔ تو گورنمنٹ کو بھی غیرت آئے۔ اور وہ بھی اس کے لئے کچھ روپیہ دے دے۔ لیکن اب وہ یہ اعتراض کرتی ہے۔ کہ میونسپل کمیٹی تو خرچ کرتی نہیں۔ صرف ہم سے مانگنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح تعلیم ہے۔ اس کا انتظام بھی بالعموم میونسپل کمیٹیوں کے سپرد ہوتا ہے۔ اگر کمیٹی کے ٹیکس پوری طرح ادا ہو جائیں۔ اور اس کی آمد بڑھ جائے۔ تو یہ بوجھ بھی صدر انجمن احمدیہ کے کندھوں سے اتر کر کمیٹی پر جا پڑے گا۔ اور تمہارے بچے سہولت سے تعلیم حاصل کر لیں گے۔

دوسری بات

میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ۲ر نومبر ۱۹۵۵ء کو میں نے مرزا مبشر احمدؐ جو میاں بشیر احمدؐ صاحب کے لڑکے ہیں۔ ان کے متعلق یہ اعلان کیا تھا۔ کہ (۱) آئندہ ان سے کوئی چندہ نہ لیا جائے۔ غالباً اسی وجہ سے ان کی وصیت منسوخ کر دی گئی تھی۔ یا انہوں نے وصیت کرنی چاہی تھی۔ لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا تھا۔ (۲) ان کو سلسلہ کا کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔ (۳) سلسلہ کی کسی تقریب میں ان کو شامل نہ کیا جائے۔ (۴) میری بیویوں اور بچوں کو ان سے کسی قسم کے تعلقات رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ان کی طرف سے اور ان کے بعض رشتہ داروں کی طرف سے

بار بار یہ سوال اٹھایا گیا ہے

کہ جن لوگوں کو اس بارہ میں سزائیں دی جا چکی ہیں۔ ان کا فعل مبشر احمدؐ سے بالکل مختلف ہے۔ عام طور پر یہ سزا ان لوگوں کو دی جاتی ہے۔ جو وقف میں شامل ہو گئے ہوں۔ اور پھر بھاگ گئے ہوں لیکن مرزا مبشر احمدؐ کا یہ

عذر تھا۔ کہ جب انہوں نے ڈاکٹری پاس کی تو انہوں نے تحریک کو لکھا۔ کہ میں نے امتحان پاس کر لیا ہے۔ آپ بتائیں۔ کہ مجھے کہاں لگاتا ہے۔ لیکن دفتر تحریک جدید نے مجھے یہ جواب دیا۔ کہ ہمارے پاس تمہارے مناسب حال کوئی جگہ نہیں۔ اس لئے میں نے گویا دفتر کی اجازت کے ماتحت گورنمنٹ سروس اختیار کر لی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ دفتر کا یہ جواب تسلی بخش نہ تھا۔ اور مرزا مبشر احمدؐ کا جرم ان لوگوں کا سا نہیں تھا۔ جو وقف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھاگ جاتے ہیں۔ اور خود مجھے بھی اس کے

جرم اور سزا میں فرق

نظر آتا تھا۔ لیکن مجھے اس بات پر غصہ تھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوتا ہے۔ اس لئے اس کا جرم دوسروں سے زیادہ ہے۔ مانا کہ اس کے پاس وقف سے بھاگنے کی قانونی وجہ تھی۔ لیکن اس میں دین کے لئے دوسروں سے زیادہ غیرت ہونی چاہیئے تھی۔ اس لئے میں نے اس وقت اس سزا پر اصرار کیا۔ لیکن اب مجھے خیال آیا ہے۔ کہ آخر خدا تعالےٰ کے بندوں میں سے کچھ کمزور طبیعت کے بھی ہوتے ہیں۔ اور کچھ مضبوط طبیعت کے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے۔ مرزا مبشر احمد میں عقل کم ہو۔ اور وہ اس وقت بات اچھی طرح نہ سمجھ سکا ہو۔ جب قانونی طور پر اس کا جرم ثابت نہیں۔ تو اس کی

سزا میں کسی قدر کمی

کر دینا ضروری ہے۔ محکمہ یہ مانتا ہے۔ کہ ہم نے مرزا مبشر احمدؐ کو مایوسی والا جواب دیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ ہمیں آج کل ڈاکٹروں کی ضرورت نہیں۔ اصل میں یہ نقص اس لئے واقع ہوا۔ کہ نوجوان زندگی وقف کر کے تحریک جدید میں آتے ہیں۔ اور کام سارے صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہیں۔ اگر مرزا مبشر احمدؐ کو جواب دینے سے قبل تحریک جدید کا محکمہ صدر انجمن احمدیہ سے دریافت کر لیتا۔ کہ آیا انہیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ یا نہیں۔ تو ممکن ہے وہ کہتے۔ ہمیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اور اسے مبہم اور مایوس کن جواب دینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن بہر حال تحریک جدید کے پاس نہ کوئی ہسپتال تھا۔ اور نہ اسے ڈاکٹروں کی ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے مرزا مبشر احمدؐ کو

مایوسی والا جواب

دے دیا اور اسے نو سو یا ہزار روپیہ تنخواہ پیاری لگی۔ اور وہ گورنمنٹ سروس میں چلا گیا۔ جہاں تک دنیاداری کا سوال ہے۔ وہ تو ثابت ہے۔ لیکن اس سے جرم اور سزا میں کوئی مناسبت ثابت نہیں ہوتی۔ سزا جرم سے بہر حال زیادہ ہے۔ اگر مرزا مبشر احمدؐ وقف میں حاضر ہو جاتا۔ اور پھر بھاگ جاتا۔ تو وہ یقیناً اس سزا کا مستحق تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ میں اسے بدلنے کا ارادہ کرتا۔ اس نے ڈاکٹری پاس کرنے کے بعد دفتر تحریک جدید کو لکھ دیا تھا۔ اور دفتر نے اسے یہ جواب دیا تھا۔ کہ ہمیں ڈاکٹروں کی ضرورت نہیں۔ اس لئے وہ سرکاری ملازمت میں چلا گیا۔ لیکن اسے خود عقل سے کام لینا چاہیئے تھا۔ اور اسے

یہ خیال کرنا چاہیئے تھا

کہ محکمہ کو میری ضرورت نہیں۔ تو نہ ہو۔ لیکن مجھے تو دین کی خدمت کی ضرورت ہے۔ مگر وہ عقل کا کمزور تھا یا بزدل تھا۔ اس لئے اسے دفتر کے اس جواب سے تقویت مل گئی۔ اور اس نے یہ سمجھا۔ کہ اگر میں وقف کو چھوڑ دوں تو میں سلسلہ اور خدا تعالےٰ کا قانونی مجرم نہیں ہوں۔

بہر حال ان سارے پہلوؤں کو دیکھ کر میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں نے جو یہ اعلان کیا تھا۔ کہ اس سے چندہ نہ لیا جائے۔ اس کا چونکہ اس کی آخرت پر مستقل اثر پڑتا ہے۔ اس لئے میں

سزا کے اس حصہ کو منسوخ کرتا ہوں

اب اگر مرزا مبشر احمدؐ چندہ دینا چاہے۔ تو لے لیا جائے۔ ہاں اس سے مانگا نہ جائے۔ آخر مسیح اول کے ایک حواری نے بھی ۳۲ کھوٹے سکے لے کر اسے بیچ دیا تھا۔ بے شک وہ حواری جہاندیدہ اور تجربہ کار تھا۔ اور یہ بچہ تھا۔ مگر مبشر احمدؐ کا جرم اس وجہ سے بڑھ جاتا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوتا ہے۔ پھر اس نے ۳۲ کھوٹے سکے نہیں لئے بلکہ ۹۰۰ یا ہزار کھرے روپے لے کر گورنمنٹ کی سروس اختیار کر لی۔ ممکن ہے اگر سزا سے چندہ قبول نہ کرنے کی شرط کو اڑا دیا جائے۔ اور اس کے اندر

دین کی غیرت

ہو۔ تو اسے اسی نیکی کی وجہ سے آگے قدم بڑھانے کی توفیق مل جائے۔ اگر اس میں ایمان ہوتا۔ تو وہ پہلے بھی سلسلہ کی خدمت کے لئے آسکتا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کا ایمان کمزور ہے۔ اور اس کا دل بھی کمزور ہے۔ وہ ڈرتا ہے۔ کہ اگر میں نے وقف کیا تو کھاؤں گا کہاں سے

لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ آخر دوسرے لوگ بھی ہیں جو قلیل آمد میں گذارہ کر رہے ہیں مثلاً

اس کا بھائی مرزا منور احمد ہے

جو اس وقت سلسلہ کی خدمت کر رہا ہے اور پھر منور احمد ہر سال پاس ہوتا رہا ہے لیکن وہ فیل بھی ہو گیا تھا اس لئے منور احمد اس سے بہتر ڈاکٹر تھا جب اس نے امتحان پاس کیا تو گورنمنٹ نے بڑا ہی زور لگایا کہ اسے پانچ سال کے لئے باہر بھیج دیا جائے لیکن میں نے نہ مانا۔ اسے ہاؤس سرجن لگانے کی تجویز تھی۔ کیونکہ اس سے تجربہ زیادہ ہو جاتا ہے اور میں نے بھی اس کے لئے کوشش کی۔ لیکن افسر ہوشیار تھے انہوں نے اصرار کیا کہ اگر مرزا منور احمد پانچ سال تک فوجی سروس کرے تو اسے ہاؤس سرجن لگا دیا جائے گا۔ لیکن میں نے کہا میں نے اس سے سلسلہ کی خدمت کرانی ہے۔ مرزا مبشر احمد کو خیال آنا چاہئے تھا کہ آخر میرے تایا کا بیٹا بھی یہاں گذارہ کر رہا ہے۔ پھر وہ مجھ سے زیادہ لائق ہے وہ ہر سال امتحان میں پاس ہوتا رہا ہے لیکن میں فیل بھی ہو گیا تھا۔ پھر اس نے مجھ سے کئی سال پہلے امتحان پاس کیا ہے اگر وہ تھوڑی آمد میں گذارہ کر رہا ہے تو میرے لئے

کون سی مشکل ہے

کہ گذارہ نہ کر سکوں۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ میرے گھر میں نواب کی بیٹی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے مرزا منور احمد کے گھر میں بھی اسی نواب کی بیٹی ہے اور وہ اس کی بیوی کی بڑی بہن ہے اس لئے مرزا منور احمد پر وہ ساری باتیں چسپاں ہوتی ہیں جو مرزا مبشر احمد پر چسپاں ہوتی ہیں۔ وہ ڈاکٹر بھی ہے اور اسکی بیوی بھی نواب کی بیٹی ہے اور مرزا مبشر احمد کی بیوی کی بڑی بہن۔

اس لئے جہاں تک بیوی کے دباؤ کا سوال ہے وہ بھی غلط ہے اور جہاں تک لیاقت کا سوال ہے وہ بھی غلط ہے۔ مرزا منور احمد اس سے لائق ہے اور پھر اس نے اس سے کئی سال پہلے امتحان پاس کیا تھا۔

پھر جس وقت مرزا منور احمد نے اپنے آپ کو

وقف کے لئے پیش کیا تھا

اس وقت صدر انجمن احمدیہ اسے ایک سو پچاس (۱۵۰) روپے ماہوار تنخواہ دیتی تھی اب تو انجمن نے ابتدائی تنخواہ ساڑھے تین سو چار سو کر دی ہے اور ہزار روپے تک گریڈ کر دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اسے ہمت دی اور وہ اس قلیل آمد میں گذارہ کرتا رہا۔

بہر حال میں سزا میں جو چندہ قبول نہ کرنے والا حصہ ہے

اُسے معاف کرتا ہوں

باقی حصوں کے متعلق میں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کیونکہ میرے دل میں ابھی بشاشت پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن چندہ کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایمان کو دوبارہ درست کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے میں اس سے اسے محروم نہیں کرنا چاہتا میرے بیوی بچے اسے نہ ملیں تو اس سے اس کے ایمان کی درستی کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اس سے چندہ قبول کر لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے ہدایت دے دے اور وہ دین کی خدمت کے لئے آجائے۔ پس میں اس کی سزا کے اس حصہ کو معاف کرتا ہوں۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو

اجازت دیتا ہوں

کہ اگر وہ چندہ دے تو اُسے قبول کرے یا اگر وہ وصیت کرنا چاہے تو اس کی وصیت منظور کر لی جائے۔ شاید اس طرح اس کے ایمان اور دل کی کمزوری دور ہو جائے۔

میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی اصلاح جماعت کی اصلاح ہے اس لئے وہ بھی دعا کریں کہ خدا تعالےٰ اس کے دل کے زنگ کو دور کر دے اور اس کے ایمان کو بڑھائے تا وہ حوصلہ کر کے سلسلہ اور اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت کو روپیہ پر مقدم کرے۔ اگر تم لوگ دعائیں کرو تو کوئی تعجب نہیں کہ خدا تعالےٰ اس کے دل سے

دنیا اور روپیہ کی محبت

کو دور کر دے اور وہ اپنی اصلاح کر لے آخر اس کا چھوٹا بھائی مرزا مجید احمد جو ایم اے ہے اور کالج میں پرنسپل ہے وقف کر کے یہاں آ گیا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر اس کے باپ کا ایک بیٹا اور اس کے تایا کے بیٹے زندگی وقف کر کے یہاں آ گئے ہیں تو وہ نہ آ سکتا ہو۔ اگر ابھی تک وہ زندگی وقف کر کے نہیں آیا تو اس کی وجہ محض دنیا کی لالچ اور دین کی محبت کی کمی ہے اور کچھ نہیں۔

پس ایک تو میں نے مرزا مبشر احمد کی سزا کی معافی کے متعلق اعلان کیا ہے اور دوسرے یہ کہا ہے کہ میونسپل کمیٹی شہر کی صفائی کا انتظام کرے۔ ٹیوب ویل لگا کر پانی بہم پہنچائے اور رولر منگوا کر سڑکوں کو پختہ کرنے کا انتظام کرے۔ اسی طرح میں نے دوستوں سے کہا ہے کہ وہ میونسپل کمیٹی کے ٹیکس ادا کریں اور

محلوں کی لوکل کمیٹیاں

میونسپل کمیٹی سے متعلق امور کے متعلق ریزولیوشن پاس کر کر کے اسے بھجیں اور کہیں کہ ہم کمیٹی کا ایک وارڈ ہونے کی حیثیت سے یہ ریزولیوشن آپ کو بھجواتے ہیں ہمارا مطالبہ ہے کہ اس پر پوری توجہ دی جائے۔ اگر کمیٹی کے ممبر ان ریزولیوشنوں کی طرف توجہ نہ دیں تو اگلی دفعہ ان کو ممبر نہ بنایا جائے بلکہ ایسے لوگوں کو ممبر چنا جائے جو واقعہ میں لوگوں کی خدمت کریں اور شہر کی صفائی کا انتظام کریں۔ کیونکہ شہر کی صفائی کا باقاعدہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے شہر کی جو بدنامی ہوتی ہے اس سے سلسلہ کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔ ربوہ مشہور شہر ہے جو لوگ پاکستان آئیں گے وہ اب یہاں بھی آئیں گے۔ اگر یہاں صفائی کا معیار دوسرے شہروں کی صفائی سے بلند ہو گا تو وہ یہ نہیں کہیں گے کہ احمدیوں کی تنظیم تو بہت اچھی ہے لیکن ان کا شہر بہت گندہ ہے۔

پس

شہر کی صفائی کی طرف توجہ کرو

اور درخت اور پھول اور سبزیاں اگاؤ۔ جن لوگوں نے گھروں میں درخت لگائے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر دل بڑا خوش ہوتا ہے۔ گلیوں میں سے گذریں تو لہلہاتے درخت نہایت بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن اصل میں یہ کام میونسپل کمیٹی اور لوکل انجمن کا ہے۔ اگر سارے مل کر کوشش کریں تو وہ شہر کو دلہن بنا سکتے ہیں اور اگر ایسا ہو جائے تو باہر سے آنے والے یہاں سے خوشگوار اثر لے کر جائیں گے۔

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی باتوں میں کتنے بڑے نکات بیان فرمائے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہ

جمیل یحب الجمال۔ اللہ تعالےٰ خود بھی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند بھی کرتا ہے اب یحب الجمال کے یہ معنے تو نہیں کہ انسان کے ناک کان۔ ہاتھ اور آنکھیں خوبصورت دکھائی دیں۔ یہ چیزیں تو انسان آپ بناتا ہی نہیں یہ تو خدا تعالےٰ بناتا ہے اس لئے یحب الجمال سے وہ خوبصورتی مراد نہیں جو خدا تعالےٰ بناتا ہے بلکہ اس سے مراد وہ خوبصورتی ہے جو ہمارے اختیار میں ہے اور وہ صفائی ہے۔ ہر چیز کو نظافت سے رکھنا اور ہر چیز کو سلیقہ سے رکھنا

یہی وہ جمال ہے

جو ہم خود بناتے ہیں۔ ورنہ ناک۔ کان۔ ہاتھ اور آنکھیں تو نہ ہم بناتے ہیں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اور بناتا ہے۔ ان کو بنانے والا تو خود خدا تعالےٰ ہے۔ اس لئے اگر یہ اچھے ہیں تو ہماری کوئی خوبی نہیں اور اگر اچھے نہیں تو ہمارا کوئی گناہ نہیں لیکن اپنے گھر کے سامنے صفائی رکھنا تو ہماری اپنی خوبی ہے۔ سبزہ درخت اور پھول لگانے تو ہماری خوبی ہیں

اب بھی جب میں تصور کرتا ہوں تو

یورپ کا نظارہ

میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ہر گھر میں دروازوں کے آگے چھجے بنے ہوئے ہیں اور ان پر بکسوں میں مٹی بھری ہوئی پڑی ہے اور اس میں پھول لگے ہوئے ہیں۔ جس گلی میں سے گذرو پھول ہی پھول نظر آتے ہیں اور سارا شہر ایک گلدستہ کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ ربوہ بھی اسی طرح بنایا جا سکتا ہے۔ بڑی محنت کی ضرورت نہیں۔ تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سے بیوی بچوں کو باغبانی کا فن بھی آجاتا ہے۔ صحت بھی اچھی ہو جاتی ہے اور کچھ آمد کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً گھروں میں خربوزے ککڑی اور دوسری چیزیں لگا دی جائیں تو خوبصورتی کی خوبصورتی نظر آئے گی صحت بھی اچھی رہے گی اور کھانے کو ترکاری بھی مل جائے گی جو یہاں نصیب نہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یورپ کا ڈاکٹر بھی کہتا ہے کہ سبزیاں کھاؤ۔ اور پاکستان کا ڈاکٹر بھی کہتا ہے کہ سبزیاں کھاؤ مگر پاکستان میں سبزیاں نہیں ملتیں۔ اگر لوگ گھروں میں سبزیاں لگانے لگ جائیں اور سبزیاں کھانے کی عادت ڈالیں تو اس سے ان کی صحت میں بھی ترقی ہو گی اور پھر جب شخص گھروں میں سبزیاں لگائے گا اور اسے سبزی کھانے کی عادت ہو گی وہ دوکاندار سے بھی اصرار کرے گا کہ سبزیاں لاؤ۔ اور دوکاندار آگے زمینداروں سے اصرار کرے گا کہ تم سبزیاں اگاؤ اس طرح ملک میں سبزیاں کاشت کرنے کا رواج عام ہو جائے گا۔

پس تم

شہر کو خوبصورت بناؤ

تا تمہارے دل بھی خوبصورت ہو جائیں۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا کسی قدر خیال تھا۔ آپ نے فرمایا لوگو! نماز میں تم اپنی صفیں سیدھی رکھا کرو۔ اگر تم صفیں سیدھی نہیں کرو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اب صفیں سیدھی رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ دور سے دیکھنے والے کو صفیں خوبصورت معلوم ہوں۔

پس اِنَّ اللّٰہ جمیل یحب الجمال سے مراد زیبائش ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا وجود بڑا دیدہ زیب ہے اور وہ زیبائش کو ہی پسند کرتا ہے۔ سو تم

اپنے اندر زیبائش پیدا کرو

اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور تمہاری مدد کرے گا۔

پس تم

شہر کو خوبصورت

بنانے کی کوشش کرو۔ چھڑکاؤ اور رولر کے ذریعہ گرد و غبار کو دباؤ۔ اب تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک آدمی بھی گلی سے گزرتا ہے تو چاروں

طرف گرد اڑنے لگ جاتی ہے اور اگر کھڑکی کھول جائے تو ہوا میں اس قدر گرد ہوتی ہے کہ سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ صبح کے وقت کھڑکی کھولیں تو کمرے میں سانس رکنے لگ جاتا ہے جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ گرد وغبار کا اثر ہے جو ہوا کے ساتھ کمرہ کے اندر آجاتا ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے

کہ نہ یہاں چھڑکاؤ کا انتظام ہے نہ رولر سے مٹی دبانے کا انتظام ہے اور نہ لوگوں نے باغ اور پھول لگائے ہیں کہ اس سے گرد وغبار دب جاتا ہے۔ جڑیں پانی کو نیچے کھینچتی ہیں اور اس سے مٹی دب جاتی ہے۔ اس نقص کی وجہ سے شہر کی صحت خراب ہے۔ جب بیماری آتی ہے تو وہ بھی دو دو ماہ تک ڈیرہ لگائے رہتی ہے بخار آتا ہے تو دو دو ماہ تک شہر سے نہیں نکلتا نزلہ۔ زکام۔ اور کھانسی آتی ہے تو وہ دو دو ماہ تک شہر سے نہیں نکلتی۔ غرض ہم سارے کے سارے اپنی حماقت اور بیوقوفی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

تحریک جدید کے ادارہ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا تیار کردہ
شائن بوٹ پالش
بہترین کوالٹی اور دیدہ زیب پیکنگ میں مارکیٹ میں پیش کیا گیا

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہمارے سٹال اور ربوہ کے ہر دوکاندار سے طلب فرمائیں

نمونہ کے بیوپاریوں سے

خاص رعایت

منارا کارپوریشن نمبر ۱ میکلوڈ روڈ لاہور

★ سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ ★
جسے خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض نے قائم فرمایا

پیش کرتا ہے

حب اٹھرا رجسٹرڈ۔ قدیمی۔ اوّلین شہرہ آفاق فی تولہ ۱/۸/۔ روپیہ۔ مکمل کورس ۱۳/۱۲/۔ روپے

تسہیل ولادت:۔ پیدائش کی جان لیوا گھڑیوں کی تسکین ۳/-/- روپے

دوائی لیکوریا:۔ لیکوریا کو روکنے کے لئے بے مثل ۳/-/- ر

حب مسان:۔ سوکھا۔ بخار میں مبتلا بچوں کی زندگی ۱/۴/- ر

مقوی دماغ گولیاں ۱/-/- — مقوی دانت منجن ۸/-

حب لاامیر ۵۰ گولی ۱/-/- — صندلی پاؤڈر ۲/-/- روپے

حکیم نظام جان (شاگرد حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظم رض) اینڈ سنز گوجرانوالہ

دوائی فضل الٰہی!

جن کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں اس کے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے بفضل تعالیٰ

قیمت سولہ روپے

معجون فوقل

جملہ امراض جگر، تلی، معدہ کے لئے مفید

قیمت ...

ہمدرد نسواں

حبوب اٹھرا

مرض اٹھرا کا بے نظیر علاج

بچوں کی صحت کی محافظ

قیمت مکمل کورس ۱۹/-/-

نوٹ:۔ بیماری کی تفصیل لکھ کر دوائی منگوائی جائے

دواخانہ خدمت خلق

ربوہ

دوائی خانہ آبادی

علاج ۱۲ مقوی دل

قیمت ۱ روپیہ ۱۰۰ گولی

سفوف بند

کمر درد اور دیگر امراض میں مفید

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ

بارہ سالہ مخفی خزانہ ظاہر کر دیا

حقانی پلز

اعصابی کمزوری چاہے کسی سبب سے ہو کتنی پرانی ہو علاوہ ضعف دل و دماغ دل کی دھڑکن کمی خون بیماری کے بعد کی کمزوری تمام جسمانی کمزوری قیمت ۶ روپے علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

منیجر احمدیہ فارمیسی پی او پارک آباد ضلع شیخوپورہ

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس تلوار کے جہاد کی بجائے "تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے"

اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلمانوں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہوں۔ ان کے پتے روانہ فرمائیے۔ پتے خوشخط ہوں ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبداللہ دین سکندرآباد دکن

الفضل میں اشتہار دیکر

اپنی تجارت کو فروغ دیں

ایسٹرن پرفیومری کمپنی
کے مایہ ناز

عطر سینٹ ہیر آئل ہیر ٹانک

ربوہ کے

ہر دوکاندار سے خریدیے!

قادیان کا قدیمی مشہور تحفہ

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

جس کی تعریف کی ضرورت نہیں رہی

جملہ امراض کیلئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے

قیمت فی تولہ دو روپے

اکسیر اٹھرا

مکمل کورس سولہ روپے فی تولہ ڈیڑھ روپیہ

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ

ٹرنک بازار سیالکوٹ

ہر قسم کی ربڑ و پیتل کی مہریں!

بنوانے۔ نئے پن خریدنے کے لئے

فاؤنٹن پن ورکشاپ

نیلا گنبد لاہور کو یاد رکھیں

"MY FAITH" یعنی میرا مذہب

مصنفہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب۔ پاکٹ سائز۔ آرٹ پیپر۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور دیدہ زیب۔ مطبوعہ امریکہ فوٹو اور دستخط۔ تاریخی یادگار ہیں

ملنے کا پتہ:۔ کراچی بک ڈپو ۔ ۸۲ گولی مار کراچی

ریاست دو آنہ میں

ہندوستان کے بہترین ہفتہ وار ریاست کی قیمت اب صرف دو آنہ کر دی گئی ہے۔ اور چندہ سالانہ چھ روپیہ

اس پتہ سے نمونہ مفت منگوایا جا سکتا ہے **منیجر ریاست دہلی**

نہری اراضی
ضلع ڈیرہ غازی خاں سے زرخیز اراضی کے مربعہ جات معمولی قیمت پر حاصل کریں

تفصیل کیلئے اپنے پتہ کا لفافہ ضرور بھیجیں

پوسٹ بکس ۴۹۲ لاہور

آہ! درد صاحب بھی چل بسے

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اور اکثر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ابتدائی زمانہ سے سلسلہ کی خدمت میں زندگی گذاری ہے وہ آہستہ آہستہ گذرتے جا رہے ہیں اور اس کے مقابل پر آنے والوں میں سے اکثر میں ابھی تک وہ خاص رنگ پیدا نہیں ہوا جو ایک خدائی جماعت کے کارکنوں میں ہونا چاہیئے۔ اور دوسری طرف جماعت کا حلقہ اور جماعت کی ذمہ داریاں پہلے کی نسبت بہت زیادہ وسیع ہو گئی ہیں۔ بے شک سلسلہ خدا کا ہے اور وہی اس کا محافظ اور مربی ہوگا۔ لیکن ظاہری اسباب کے لحاظ سے ان اوپر تلے کی موتوں سے دل سخت گھبراتا اور بے حد فکر مند ہوتا ہے۔ اے سلسلہ کے نوجوانو! اور ہماری آنکھوں کے تارو!! میری بات گوشِ ہوش سے سنو! اور خدا کے لئے اپنے اندر وہ محبت اور وہ اخلاص اور وہ جذبہ قربانی اور وہ قابلیت اور للّٰہیت اور وہ ذوقِ عبادت اور وہ دعاؤں میں شغف پیدا کرو جو ایک خدائی جماعت کے شایانِ شان اور اس کی کامیابی کے لئے ضروری ہے ورنہ بقول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ :-

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میں اس موقعہ پر جماعت کے احباب سے یہ بات بھی کہنے سے رک نہیں سکتا کہ درد صاحب نے ایک بہت بڑا کنبہ چھوڑا ہے۔ جس میں ان کی بوڑھی والدہ اور دو بیویاں اور غالباً چودہ بچے (لڑکے اور لڑکیاں) شامل ہیں۔ جن میں سے اکثر غیر شادی شدہ اور زیر تعلیم ہیں۔ اور حقیقۃً ان میں سے کوئی بھی برسر روزگار نہیں اور درد صاحب نے جس قلیل تنخواہ پر گذارہ کیا اس میں کسی جائداد یا اثاثہ چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ درد صاحب نے کچھ نہ کچھ قرضہ ضرور چھوڑا ہوگا اور پھر وہ ایسی حالت میں فوت ہوئے ہیں جبکہ ابھی چند ماہ ہوئے وہ ریٹائر ہو کر پھر دوبارہ کام پہ لگے تھے اور اس طرح وہ گویا پنشن کے حق سے بھی محروم رہے ہیں۔ اس صورت میں جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے قدیم اور مخلص کارکن کے پسماندگان کے لئے مناسب وقت تک مناسب امداد کا انتظام کرے۔ بے شک یہ انجمن کا کام ہے کہ انجمن بھی تو آپ لوگوں کی ہی نمائندہ ہے اور اپنی تجویز اور اپنی قربانی سے انجمن کے ہاتھ مضبوط کرنا آپ لوگوں کا فرض ہے۔

بالآخر میں ایک ذاتی افسوس کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے میں اس وقت والدہ مظفر احمد کی تشویشناک علالت اور پھر خود اپنی بیماری کی وجہ سے لاہور میں زیر علاج ہوں اور سوءِ اتفاق سے ان مخصوص دنوں میں والدہ مظفر احمد کو زیادہ تکلیف رہی ہے اور دو تین دن تک قریباً چوبیس ۲۴ گھنٹے ان کے سخت بے تابی میں گذرے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب درد صاحب کی اچانک وفات کی اطلاع مجھے ملی تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا ایک بم کا گولہ آگرا ہے اور طبیعت کی انتہائی نڈھالی کے علاوہ مجھے گلے میں سانس کی تکلیف سے جو گھٹن بھی شروع ہو گئی اس لئے میں درد صاحب کی وفات پر اپنی دلی خواہش کے باوجود ربوہ نہیں جا سکا جس کا مجھے سخت قلق ہے۔ حقیقۃً میں اس وقت اس قابل ہی نہیں رہا تھا کہ اس قسم کے دردناک ماحول میں جاؤں۔ اس لئے ایک معذور انسان کی طرح میں نے لاہور میں رہ کر ہی دعاؤں میں وقت گذارا اور حضرت صاحب اور درد صاحب کی فیملی کے ساتھ تار کے ذریعہ دلی ہمدردی کا اظہار کرنے پر اکتفا کی۔ اللہ تعالیٰ میری اس کمزوری کو کہ میں ربوہ نہیں جا سکا معاف فرمائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ درد صاحب کی روح بھی میری بے بسی کی حالت دیکھتے ہوئے مجھے معذور خیال کرے گی۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ ان پر اپنے خاص فضل و رحمت کا سایہ رکھے اور ان کے اہل و عیال اور بچوں کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار راقم آثم
مرزا بشیر احمد۔ حال لاہور

درخواست دعا

ملک محمد عبد اللہ صاحب کی چھوٹی بچی ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ بخشش بیمار ہے اب بیماری شدت اختیار کر گئی ہے اور بچی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خادم عباد اللہ گیانی

نقشہ ربوہ

(از حضرت مرزا شریف احمد صاحب جوائنٹ ناظر رشد و اصلاح)

نظارت ہذا نے پوری احتیاط کے ساتھ ربوہ کا بڑے سائز کا نقشہ شائع کرایا ہے جس میں سڑکوں گلیوں۔ محلہ جات و دیگر مشہور مقامات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس نقشہ کے شائع کرنے کی ایک بڑی غرض یہ بھی ہے۔ کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے دوست اس نقشہ کی مدد سے اپنی جائے رہائش تک بآسانی پہنچ سکیں۔ اس سلسلہ میں اس نقشہ سے وہ دوست زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ جو جلسہ سالانہ سے پہلے منگوا کر اس کا مطالعہ کریں گے۔

نقشہ محدود تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ ضرورت مند احباب کو چاہیئے کہ جلسہ سے پہلے منگوا لیں۔ افراد ۸/- دوکاندار اور جماعتیں جب کہ ان کا آرڈر ۲۵ یا اس سے زائد ہو ۳/- فی نقشہ کے حساب سے نظارت ہذا سے حاصل کریں۔ ایک آنہ کی پوسٹیج میں تین نقشے بھیجے جا سکتے ہیں۔ ڈاک خرچ قیمت کے علاوہ ہوگا۔ تھوڑے نقشوں کی صورت میں قیمت بذریعہ ٹکٹ بھجوائی جا سکتی ہے۔ ٹکٹ ار دالا ہوگا۔

درخواست دعا

خواجہ عبید اللہ صاحب کا جو بندش پیشاب کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ کل مورخہ ۱۲ دسمبر کو سول ہسپتال لائلپور میں اپریشن ہوا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اپریشن کامیاب ہوا ہے۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کو شفائے عاجل عطا فرمائے۔ ابھی خواجہ صاحب ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈز میں سے وارڈ نمبر ۵ میں ہیں۔

جلال الدین شمس۔

لاہور ۱۲ دسمبر۔ سیلابوں کی وجہ سے عام انتظام میں گڑبڑ واقع ہونے کے باعث امسال ماہ اکتوبر کے وسط میں عام لوگوں اور اداروں کے چینی کے کوٹہ میں پچاس فی صدی کمی کی گئی تھی۔ لیکن اب ۱۸ دسمبر ۱۹۵۵ء بروز اتوار سے سابقہ پنجاب کے اضلاع میں چینی کا حسب معمول کوٹہ بحال کر دیا جائے گا۔